﴿ سلسلہ نمبر ۵ ﴾

''الحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائے ونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر ان کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (ادارہ)

طلباء کے فرائض

﴿ نظرِ ثانی و عنوانات : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ سیّدنا و مولانا محمد و آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد!

سامعین کرام! علم جب خدا کی خوشنودی کے لیے حاصل کیا جائے تو اس کا حاصل کرنا ثواب بن جاتا ہے اور اگر علم حاصل کرنے کا مقصد دنیا طلبی، جاہ اور حب نام و نمود ہو تو اس میں یہ اجر نہیں رہتا بلکہ وہ گناہ بھی ہو سکتا ہے میرے اس مضمون کا عنوان ہے ''طلباء کے فرائض'' اس لیے طلبا کے چند اہم فرائض عرض کر رہا ہوں۔

طلبا کا پہلا فرض :

طلبا کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اساتذہ کا احترام کریں۔ دنیا میں ہمیشہ سے یہ قاعدہ چلا آ رہا ہے کہ محسن کا احسان مانا جاتا ہے اور چونکہ ماں باپ کا احسان سب سے زیادہ ہوتا ہے اس لیے ہر آدمی ماں باپ کی اطاعت و احترام سب سے زیادہ کرتا ہے اور ان کا احسان سب سے زیادہ مانتا ہے۔ بچپن کا دور ماں باپ کی شفقتوں کی بدولت بہت آرام و سکون سے اُن کے زیرِ سایہ گزرتا ہے لیکن جب بچہ ماں باپ کے سایہ سے نکل کر اِدھر اُدھر جانا آنا شروع کرتا ہے تو اسے تہذیب و تمدن کے ایک اور سانچہ کی ضرورت پڑتی ہے اس سانچہ میں ڈھالنے والا استاد ہوتا ہے اُستاد کی حاجت چند روز میں ختم نہیں ہو جاتی بلکہ وہ اپنی آئندہ زندگی اور روشن مستقبل میں ہر لمحہ اُستاد کا محتاج رہتا ہے حتی کہ وہ اُن علوم و فنون کو مکمل حاصل کر لے کہ جن کی اُسے آئندہ کے لیے ضرورت ہے۔

اگر غور کیا جائے تو ماں باپ کے احسان کے بعد سب سے بڑا احسان اُستاد کا ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنے علوم ایک

طالب علم کے ذہن میں ایسے ہی منتقل کرتا ہے جیسے ماں باپ اس کو بچپن میں اپنے ہاتھ سے کھلایا پلایا کرتے تھے۔اور جس طرح ماں باپ کھلا پلا کر خوش ہوتے تھے اسی طرح یہ شفیق اُستاد بھی اپنی معلومات عطاء کر کے خوش ہوتا ہے۔اور شاگردوں میں جو محنتی اور طلبِ علم میں منہمک ہوتا ہے اُس سے وہ زیادہ خوش رہتا ہے۔

نیز جس طرح وہ ماں باپ جو خود غنی ہوں،اولاد کی کمائی سے بے نیاز ہوں بڑھاپے میں بھی انہیں اولاد کی مدد کی ضرورت نہ ہو۔اپنی اولاد سے مخلصانہ توقع وابستہ رکھتے ہیں کہ یہ لائق اُٹھے۔اسی طرح شفیق و مخلص اُستاد بھی اپنے شاگرد کو لائق تر بنانا چاہتا ہے حالانکہ اسے شاگرد سے اپنے گھریلو اور ذاتی معاملات میں بڑھاپے کی بے کاری،ضعف اور بیماری کے زمانہ میں عموماً کام آنے کی کوئی اُمید نہیں ہوتی۔بلکہ کبھی کبھی تو استاد کسی ملک کا ہوتا ہے اور شاگرد کسی ملک کا اور بعد میں زندگی بھر آپس میں ملاقات بھی نہیں ہوتی۔تو گویا ماں باپ کی طرح اگر کوئی طبقہ احسان کرتا ہے تو وہ اساتذہ کا طبقہ ہے جو اپنے شاگردوں پر احسان کیا کرتا ہے۔

جب اساتذہ اتنے بڑے محسن ہوئے تو طالب علم کا فرض ہوتا ہے کہ وہ احسان شناسی کرے ان کی اطاعت کرے اور انہیں خوش رکھ کر اُن کی دُعائیں لے۔حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو شخص لوگوں کا شکر گزار نہیں ہوتا وہ خدا کا بھی شکر گزار نہیں۔

طلبا کا دوسرا فرض :

آپ جانتے ہیں کہ علم ہی وہ دولت ہے جس سے تہذیبِ اخلاق کا بے بہا سرمایہ حاصل ہوتا ہے۔یہ سرمایہ اس لیے نہیں ہوتا کہ اسے تالا لگا کر رکھ دیا جائے بلکہ یہ دولت سرمایۂ تجارت کی طرح استعمال میں لانے سے بڑھتی ہے اس سے خود کو اور دوسروں کو فائدہ پہنچتا ہے۔علم کی گرانمایہ دولت حاصل ہو جائے تو اس کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اس پر عمل بھی کرے کیونکہ علم عمل ہی کے لیے حاصل کیا جاتا ہے۔

اگر آپ اپنے علم پر عمل کریں گے تو اس سے جاہل کو بھی فائدہ پہنچے گا کیونکہ وہ جاہل جو پڑھ نہیں سکتا آپ کے عمل سے سبق حاصل کرے گا اور اس کے اخلاق و معاملات بھی سُدھر جائیں گے۔

لیکن اگر خدانخواستہ آپ نے خود ہی اپنے علم پر عمل نہ کیا وہی بے تہذیبی،وعدہ خلافی،غیر ذمہ دارانہ گفتگو، بے شرمی،بے حیائی،گالی گلوچ اختیار کیے رکھی جو ایک غیر مہذب اور جاہل کا شیوہ ہو سکتی ہے کسی پڑھے لکھے کو زیب نہیں دیتی تو آپ میں اور جاہل میں کوئی فرق نہیں رہے گا بلکہ آپ ایسے ہوں گے جیسے اپنے علم کا چراغ بجھا کر جہل کی تاریکی میں اضافہ کر رہے ہوں۔

طلبا کا تیسرا فرض :

طلبا کا تیسرا فرض جو سب سے اہم ہے یہ ہے کہ وہ دینی معلومات حاصل کریں۔ہم اس دنیاوی زندگی کے آرام سے گزارنے کے لیے اتنے جتن کرتے ہیں ہر قسم کی کوشش اور بے انتہا محنت کرتے ہیں حالانکہ اس دنیاوی زندگی کا پل بھر کا بھی بھروسہ نہیں ہوتا۔لیکن اُس جہان میں آرام وراحت حاصل کرنے کی کوئی کوشش نہیں کرتے جو لافانی ہے۔ہم اپنے ظاہری لباس وضع قطع کو اور اپنے جسم کو سنوارتے ہیں اور جس روح سے اس کی بقاء ہے اس کی حالت درست کرنے کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے ہم اپنے جسم کو کِھلاتے پلاتے ہیں اور کبھی رُوحانی غذا رُوح کو نہیں پہنچاتے تو کیا جسم و دنیا کی طرف اتنی توجہ اور روح وآخرت سے اتنی غفلت درست ہے؟ یقینًا درست نہیں۔اس لیے ہر طالب علم کو یہ سمجھنا چاہیے کہ اگر اس نے علم دین سے واقفیت حاصل نہیں کی تو اس کا علم ہرگز کامل نہیں۔

علمِ دین اس علم کا نام ہے جس میں ہمیں جناب رسالتمآب ﷺ نے وہ باتیں بتلائی ہیں جو خدا کو پسند اور ناپسند ہیں۔جن پر عمل کرنے سے خدا کی رحمت اور خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور عمل نہ کرنے سے بندہ اس کی ناراضگی اور قہر وغضب کا مستحق ہوسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی خوشنودی سے نوازے اور غضب سے پناہ میں رکھے۔وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔